ڈاکٹر نذیر احمد:

نقطوی مذہب اور اس کا عروج اکبر کے عہد میں

اکبر کے دور حکومت (۱۵۵۶ء - ۱۶۰۵ء) میں متعدد مذہبی و سیاسی تحریکیں وجود میں آئیں جو اکبر کی مذہبی پالیسی پر بہت اثر انداز ہوئیں ، انھی میں نقطوی تحریک بھی تھی ، مگر اس میں ایک استثناء یہ تھا کہ یہ تحریک ایران میں وجود میں آئی اور اس نے رفتہ رفتہ خاصا زور پکڑا یہاں تک کہ صفوی حکمرانوں کو اس کی طرف سے خطرہ محسوس ہوا ، چنانچہ اس تحریک کو بری طرح کچلا - شاہ طہماسپ اور شاہ اسماعیل کے زمانے میں ہزاروں نقطوی موت کے گھاٹ اتار دیے گئے - ان دنوں ہندوستان میں اکبر اعظم سریر آرائے حکومت تھا ، اس کے دور میں ہر مذہب اور ہر فرقے کو کھلی چھوٹ تھی ، چنانچہ نقطوی فرقے کے لیے ہندوستان بڑی امن کی جگہ نظر آئی ، ادھر اکبر کو نقطویوں اور اس فرقے سے ایران میں جو سلوک ہو رہا تھا ، پوری اطلاع تھی ، ابوالفضل اس فرقے کے سربراہوں سے خط و کتابت رکھتا اور اکبر کو حالات سے باخبر رکھتا ، اکبر پر اس جماعت کا اتنا اثر ہوا کہ اس نے اس فرقے کے سربراہ سید احمد کاشی کے نام فرمان لکھا اور انھیں ہندوستان آنے کی دعوت دی ، چنانچہ ہندوستان میں بھی اس فرقے کے سینکڑوں افراد آئے اور اپنی تعلیمات سے خواص و عوام کو بری طرح متاثر کیا - قابل ذکر بات یہ ہے کہ اکبر کے دور کی اور تحریکوں کے ساتھ نقطوی فرقہ بھی مخالف اسلام فرقہ تھا ، اور اس کی مقبولیت میں یہ راز پنہاں تھا-

نقطوی فرقے پر ایک رسالہ ۱۳۲۰ شمسی مطابق ۱۹۴۲ء میں بعنوان " نقطویان یا پسیخانیان شائع ہوا ، اس کے مصنف ڈاکٹر صادق کیا نے ۳۴ مطبوعہ اور قلمی کتابوں سے بڑی قابلیت سے یہ رسالہ مرتب کیا تھا ، راقم حروف کے مطالعے میں جب یہ کتاب آئی تو اس کے مآخذ میں ۹ اور کتابوں کے اضافے سے ایک مقالہ " فرقۂ نقطوی " کے نام سے " فکر و نظر " ج ا شمارہ ۲ ، ۱۹۶۰ء میں شائع کیا - اس مقالے میں راقم نے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ " دین الہٰی " پر اس فرقے کا کافی اثر ہے ، لیکن میں نے اپنے اس موضوع پر تفصیلی بحث نہیں کی تھی ، کچھ دنوں بعد میرے دوست ڈاکٹر محمد اسلم ، پروفیسر پنجاب یونیورسٹی ، نے ماہنامہ المعارف لاہور میں ایک عالمانہ مضمون " اکبر کا دین الہٰی اور اس کا پس منظر " شائع کیا جو ۱۹۶۹ء میں کتابی شکل میں شائع ہو گیا اس میں نقطوی تحریک پر ایک مفصل باب ہے ، ڈاکٹر صاحب نے ایک دلچسپ کتاب " مبلغ الرجال " کا پتا چلایا ، جس کے مصنف خواجہ عبید اللہ بن خواجہ باقی باللہ دہلوی ہیں ، اس کا ایک مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری میں محفوظ ہے ، ۱۹۸۹ء میں پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب کی

کتاب " Akbar and Religion " کے نام سے شائع ہوئی ، اس میں بھی نقطوی تحریک کا ذکر ہے ، اس کتاب میں وہ فرمان بھی درج ہے جو اکبر نے نقطوی سربراہ میر احمد کاشی کے نام لکھا تھا یہ فرمان نقطوی تحریک کے ضمن میں بڑی اہمیت کا حامل ہے - ان دو ماخذوں کے معلوم ہو جانے کے بعد میری خواہش ہوئی کہ میں نقطوی تحریک پر پھر سے ایک مقالہ لکھوں ، یہی مقالہ ہماری آج کی گفتگو کا موضوع ہے-

نقطوی فرقے کا بانی محمود پسیخانی (۱) ہے جو پسیخان (۲) کا رہنے والا تھا ، پسیخان ایران کے صوبہ گیلان میں ایک گاؤں ہے جو فوس جانے والی سڑک کے کنارے " دشت " سے سات کلو میٹر مغرب (۳) میں واقع ہے ، محمود پسیخانی کو سیاحت کا شوق ہوا ، چنانچہ اس کا یہ سلسلہ بیت المقدس (۴) سے شروع ہوا ، اس نے دور کے نزدیک کے مختلف ممالک کی سیاحت کی ، آخر میں استرآباد آیا اور یہیں ۸۰۰ ھ / ۱۳۹۸ء میں اپنے نئے مذہب (نقطوی) کا اعلان کر دیا - محمود پسیخانی فضل استرآبادی (۵) (بانی دین حروفی) کا شاگرد رہا ہے ، بعد میں فضل نے اس کو اپنے پاس سے نکال دیا ، اسی بنا پر محمود مطرود اور مردود کے نام سے بھی جانا جاتا ہے-

اوائل گیارہویں صدی ہجری کے ایک تذکرے عرفات العاشقین (۶) میں جو ہندوستان میں تالیف ہوا تھا ، محمود پسیخانی کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے :

محمود مطرود پسیخانی از جملہ مریدان فضل بودہ گویند محمود راسبب انا نیت از درخود راندہ مردود نمود و از نظر انداخت و او در برابر حرف وی از نقطہ کارخانہ پرداخت وخود را مطرود و ملعون ازل و ابد ساخت ، غرض کہ وی بعد از اں کہ از مجلس او (فضل) راندہ شد ہزار ویک رسالہ و شانزدہ جلد کتاب چنانچہ نزد امنای او متداول است پرداخت-

" محمود مطرود پسیخانی فضل (استرآبادی) کے مریدوں میں تھا ، کہتے ہیں کہ محمود کی انانیت کی وجہ سے فضل نے اس کو اپنے یہاں سے نکال دیا اور اس سے بے تعلق ہو گیا محمود نے فضل کے " حرف " کے مقابلے میں نقطے سے اپنا کارخانہ سجایا اور اپنے کو مطرود و ملعون ازل و ابد بنایا ، غرض وہ فضل کی مجلس سے نکالا گیا تو ایک ہزار ایک رسالے اور ۱۶ جلد کتابیں تصنیف کیں جو اس کے پیروں (امنا) کے پاس موجود ہیں "

بدایونی نے منتخب التواریخ (۷) میں اس کا ذکر کئی جگہ کیا ہے ، ایک جگہ (۸) لکھتا ہے :

محمود پسیخانی در زمان امیر تیمور صاحبقران (۹)
در پسیخان کہ نام دیہی است از توابع گیلان

ظہور کردہ و سیزدہ رسائل (۱۰) نوشتہ پر از تزریق کہ بہ ہیچ مذہب و ملت راست نیاید وغیر از تیتال کہ آنرا علم نقطہ و خال (۱۱) نامیدہ حاصلی ندارد خلاصۂ تصانیف آن اشقی الاشقیا کتاب بحر و کوزہ است فضلتی کہ در آنجا خوردہ ، گوش از شنیدن آن قی می کند

محمود پسیخانی امیر تیمور صاحبقران کے زمانے میں پسیخان میں جو ایک گاؤں کا نام ہے توابع گیلان میں ، ظہور پذیر ہوا ، اور اس نے تیرہ رسالے لکھے جو ایسے مکر و فریب سے پر ہیں جو کسی مذہب و ملت میں روا نہیں ، ان مکاریوں کے علاوہ جسکو وہ علم نقطہ و خال کہتا ہے ان سے کچھ حاصل نہیں ، اس بدبخت کی مخصوص کتاب "بحر و کوزہ " ہے اس میں ایسی یاوہ گوئی ہے کہ پڑھنے سے قے آتی ہے -

خواجہ عبید اللہ بن خواجہ باقی باللہ نے اپنی کتاب مبلغ الرجال (۱۲) میں پسیخانی کے بارے میں بعض واقعات درج کیے ہیں جو بدایونی وغیرہ کے یہاں نہیں ملتے ، ان کے بیان کا خلاصہ (۱۳) یہ ہے :

محمود پسیخانی ابتداء میں نہایت متقی و پرہیزگار تھا ، وہ گھر بار چھوڑ کر بیابان چلا گیا اور وہاں عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے لگا ، وہیں گھاس اور درخت کے پتوں پر گذر بسر کرتا رہا ایک روز قریب کے چشمے پر وضو کرنے گیا تو کیا دیکھا کہ ایک موٹی سی گاجر رود ارس سے پانی پر بہتی چلی آرہی ہے - اس نے غیبی مدد سمجھ کر اسے اٹھا کے نوش جان کیا ، بعد ازاں ہر روز مقررہ وقت پر اس کو پانی پر بہتی ہوئی گاجر ملتی ، وہ اسے کھا کر اپنی اشتہا دفع کرتا ، اس کو دو ماہ ہو گئے ، تو ایک روز وہ دریا کے بہاؤ کے مخالف سمت پر روانہ ہوا ، کچھ دور جانے کے بعد اس نے دیکھا کہ ایک عورت چشمے کے کنارے ننگی بیٹھی ہے ، اس کے ہاتھ میں ایک موٹی گاجر کا ٹکڑا ہے ، اور وہ اس سے اپنی شہوت کی آگ بجھا رہی ہے - محمود اس منظر سے حیرت زدہ ہوا ، خدا کو مخاطب کرکے کہا ، اے خدا تو اپنے عابد و مخلص بندوں کو ایسی ناپاک چیز کھلاتا ہے ، بالآخر وہ ایسا دل برداشتہ ہوا کہ دین سے پھر گیا ، اور الحاد و زندقہ کی تبلیغ کرنے لگا ، اس کی وفات ۸۳۲ھ میں (۱۴) ہوئی -

محمود کچھ عرصے تک شمالی ایران میں رود ارس (۱۵) کے کنارے بھی مقیم رہا ہے ، اس نے تمام عمر شادی نہیں کی ، بعض بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے جسم پر تیزاب چھڑک کر خودکشی کر لی ، مگر محمود کے پیرو اس بیان کو دشمنوں کی افترا پردازی پر محمول کرتے ہیں -

نقطوی مذہب کو حسب ذیل ناموں سے یاد کیا جاتا ہے-

۱- نقطوی و اہل نقطہ و نقطئ - اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ محمود کے نزدیک ہر چیز کی تخلیق خاک سے ہوتی ہے اور خاک اس کے نزدیک "نقطہ" ہے ، یا یہ کہ اس نے مطالب قرآن کو اپنے خیال و بیان کے ساتھ مطابقت کرنے میں حرفوں اور نقطوں کی تعداد سے مدد لی ہے - اس موقع پر چند سال پہلے کے ایک واقعے کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہو گا - ایک مصری نوجوان نے کمپیوٹر کے ذریعے یہ دکھانے کی کوشش کی کہ قرآن مجید میں ۱۱۴ عدد کا غیر معمولی دخل ہے بسم اللہ کی تعداد اتنی ہے اور سورتوں کی بھی یہی تعداد ہے -

۲- واحدیہ و امنا : اس کی وجہ یہ ہے کہ نقطویوں میں جس نے شادی کی وہ امین اور جس نے شادی نہیں کی وہ واحد کہلاتا ہے ، امنا امین کی جمع اور واحدیہ واحد کی طرف منسوب ہے ، اس مذہب میں تجرد کی زندگی پر بڑا زور دیا گیا ہے ، محمود نے بھی مجرد زندگی بسر کی تھی -

۳- پسیخانیان و محمودیہ ، یہ دونوں نام محمود کے وطن اور اس کے نام کی وجہ سے ہیں -

۴- ملاحدہ - یہ نام مسلمانوں نے دیا تھا، اس لیے کہ مسلمانوں کے عام عقاید یعنی خدا ، قیامت ، بہشت و دوزخ ، فرشتے ، جزا و سزا وغیرہ سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا - وہ "انسان کامل" کی پرستش کرتے اور اسی کو "مرکب مبین" کہتے جو ان کے عقیدے میں خدا ہے -

۵- تناسخیہ ، نقطوی عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز کے ذرات ہر وقت موجود رہتے ہیں اور اپنی شکل و صورت بدلتے رہتے ہیں ، ایک چیز کبھی پتھر اور مٹی ہے تو وہ کبھی حیوان اور کبھی انسان کی شکل اختیار کر لیتی ہے ، ہر چیز کی خوبو سے بتایا جا سکتا ہے کہ اس کی پہلے کی کیا صورت تھی ، یہ تشخیص "احصا" اور تشخیص کرنے والا "محصی" کہلاتا تھا -

۶- زندیق یا اہل زندقہ : محمود پسیخانی نے قرآن کی تفسیر میں ایسے حیرت انگیز انکشافات اور ایسی تاویلات کی ہیں جو عقائد اسلامی کے سخت خلاف ہیں -

محمود پسیخانی کو مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے جن میں مبین ، مبین اول و آخر ، مبین کل و کلیات ، شمس ، شمس مغربی ، و من عندہ علم الکتاب ، آدم ، شخص آخر ، خاتم ظہور د احکام منشی کونین ، فاتح عرب و عجم ، امام قبلتین ، جامع اول و آخر ، ناقل ایمان جملہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں -

محمود نے فضل اللہ استر آبادی بانی دین حروفی کی طرح مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا تھا ، وہ کہتا تھا کہ دین اسلام اور دور عرب ختم ہو گیا ، اب اس کا لایا ہوا دین حق اور اس کی بتائی ہوئی راہ ، راہ مستقیم ہے ، یہ دور عجم ہے ، اس کی مدت آٹھ ہزار سال ہو گی اور اس مدت میں آٹھ "مبین" ہوں گے ، جن میں پہلا مبین وہی ہے -

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے محمود نے سولہ یا تیرہ کتابیں اور ایک ہزار ایک رسالے لکھے

تھے ، ان میں سے چند کا پتا چلا ہے ، مثلاً

۱- نقطوی متن - اوراق ۱۸۸ ، سال تالیف ۸۲۰ ھ ، یعنی تاریخ وفات سے ۱۱ - ۱۲ سال قبل -

۲- مفاتیح- ۴۶ ورق ، ایک نسخہ کتابخانۂ ملک ، تہران میں ہے ، ڈاکٹر صادق کیا نے اپنی کتاب "نقطویان یا پسیخانیان" میں ان دونوں کے اقتباسات دیے ہیں -

۳- محمود کا ایک رسالہ تشبیہی کا شانی نے ابوالفضل کے سامنے بدایونی کو دیا تھا ، بدایونی نے اس کا دیباچہ منتخب التواریخ بداونی ج ۲ ص ۲۵ پر نقل کیا ہے -

۴- میزان محمود - سید محیط طباطبائی کے کتابخانے میں ہے -

۵- تفسیر خیرالبیان کا ایک نسخہ سید محیط طباطبائی کے پاس ہے-

۶- چند نقطوی رسالے اسماعیل افشار کی ملکیت میں ہیں -

۷- چند رسالے سید نصر اللہ تقوی کے کتب خانے میں ہیں-

۸- چند رسالے گیلان میں ہیں -

۹- ایک نقطوی تحریر شیخ مفید کے پاس شیراز میں ہے -

۱۰- ایک نقطوی تحریر کتابخانۂ آستان قدس مشہد میں ہے-

ان کتابوں کا ذکر ڈاکٹر صادق کیا کی کتاب "نقطویان" میں ہوا ہے ، معلوم نہیں کہ ان میں سے کتنی اب باقی ہیں ، کتاب "بحروکوزہ" جس کا نام منتخب التواریخ اور مبلغ الرجال میں ملتا ہے ، موجود نہیں - اگر اس موضوع پر تحقیق کی جائے تو اور کتابوں کے ملنے کی توقع ہے ، بہرحال یہ تحقیق کا دلچسپ موضوع ہے -

پسیخانی عقائد کا اجمالی ذکر کئی کتابوں میں ملتا ہے ، لیکن دبستان المذاہب میں کسی قدر مفصل ہے ، اس کا ترجمہ درج ذیل ہے :

عقیدۂ واحدیہ و امنا چار نظر پر مشتمل ہے

نظر اول ظہور شخص واحد یعنی محمود اور اس کے جسم کی حقیقت

نظر دوم شخص واحد کے بعض عقائد

نظر سوم شخص واحد کے کچھ اقوال

نظر چہارم کچھ مقررات و اصطلاحات و حکایات

نظر اول : محمود پسیخان کا رہنے والا ، عالم متقی اور پرہیزگار تھا ، سنہ ۸۰۰ ھ میں اس کا ظہور ہوا- اس کے مرید کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلعم کا جسد کامل تر ہوا تو اس سے محمود کی تخلیق ہوئی (۱۶) "نبعثک مقاماً محمودا" "(۱۷) میں اسی طرف اشارہ ہے، یعنی جب عناصر میں قوت پیدا

ہوتی ہے تو معدنی صورت نباتی صورت اختیار کرتی ہے (بعد ازاں) حیوانی لباس اس کے جسم پر چپست ہوتا ہے، جب اس میں شان و شکوہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ انسان کامل کے درجے تک پہنچتا ہے، اسی طرح ظہور سے اجزائے انسانی ترقی کی منزلیں طے کرتے رہے یہاں تک کہ مرتبۂ محمدیؐ پایا، پھر بھی قدم کمال کی طرف بڑھتا رہا یہاں تک کہ محمود کا درجہ آگیا:

از محمد گریز در محمود

کاندران کاست اندرین افزود

نظر دوم: درویش صفا، درویش بقائے واحد، درویش اسماعیل، مرزا تقی، شیخ لطف اللہ اور شیخ شہاب جو "امنا" میں ہیں انھوں نے مؤلف "دبستان" سے بیان کیا کہ "شخص واحد خاک کو نقطہ قرار دیتا ہے اور اس خاک سے دوسرے عناصر وجود میں آتے ہیں، "شخص واحد" رجعت یعنی تناسخ کا قائل ہے، جب وہ مر جائے گا تو اس کے بدن کے اجزا جماد و نبات کی شکل اختیار کریں گے، جب وہ نبات حیوان یا انسان کی غذا ہو گی تو وہ حیوانی یا انسانی لباس اختیار کرے گا "شخص واحد" نفس ناطقہ مجرد کا قائل نہیں ہے، وہ خاک کے نقطے کو واجب و مبداء اول قرار دیتا ہے، "بسم اللہ" کے بجائے "استعین بنفسک الذی لاالہ الا ہو" لکھتا ہے اور بجائے "لیس کمثلہ شیئ" (۱۸) کے "انا المرکب المبین" کہتا ہے۔

نظر سوم: میزان میں ہے کہ اول ظہور سے تخلیق آدم تک سولہ ہزار سال کی مدت ہوتی ہے، اس میں آٹھ ہزار سال دور عرب کے اور دوسرے آٹھ ہزار سال دور عجم کے ہوں گے۔ پہلے دور میں آٹھ عرب مرسل ہوں گے اور دوسرے میں اتنے ہی مبین عجمی ہوں گے۔

نظر چہارم: مجرد "واحد" اور متاہل "امین" ہے، کمال تجرد کے بعد واحد کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ "مرکب مبین" کے درجے کو پہنچ جاتا ہے جو درجہ خدائی ہے، ایک واحد کا بیان ہے کہ جب کوئی انسانی پیکر سے حیوانی اور پھر بتدریج نباتی و جمادی صورت میں تبدیل ہوتا ہے تو اس کے بدلتے ہوئے آثار سے "محصی" کو اصل حقیقت کا پتا چل سکتا ہے... کہتے ہیں امام حسین پہلی زندگی میں موسیٰ تھے اور یزید فرعون، موسی نے اس زندگی میں فرعون کو دریائے نیل میں ڈبویا تو اس زندگی میں یزید نے حضرت امام حسین کو فرات کے پانی سے محروم رکھا... نقطویوں کی ایک خاص دعا ہے جس کو آفتاب کی طرف رخ کرکے پڑھتے ہیں۔ وہ انسان کی پرستش کرتے اور اس کو حق کا مترادف جانتے ہیں ان کا سلام اللہ اللہ ہے، محمود اپنے کو شخص واحد اور مہدی موعود لکھتا ہے، اس کے نزدیک دین اسلام منسوخ ہو چکا ہے اور اس کا لایا ہوا دین حق ہے۔

رسید نوبت رندان عاقبت محمود گذشت آنکہ عرب طعنہ بر عجم می زد

ایک واحد کا قول ہے کہ حافظ شیرازی بھی نقطوی تھے (۱۹) ، محمود رود ارس پر رہ چکا ہے، اس نسبت سے شاعر شیراز کہتا ہے -

اے صبا گر بگزری بر ساحل رود ارس بوسہ زن برخاک آن وادی و مشکین کن نفس

محمد (۲۰) پسر محمود شیرازی (۲۱) نقطویوں کا دشمن تھا ، اس نے اپنی تحریروں میں ان پر لعن طعن کی ہے ان میں بعض باتیں نئی بھی ہیں ، مثلاً وہ " رسالۂ نفایس الارقام " (۲۲) میں لکھتا ہے :

> انسانوں میں تین گروہ واجب کے منکر ہیں ، اول سوفسطائیہ جو تمام عالم کو وہم اور خیال باطل گردانتے ہیں ، انھی میں ملاحدۂ تناسخیہ بھی ہیں یہ اپنے کو نقطوی کہتے ہیں یہ اشیاء کے مبداء کو ذات مربع اور اپنے کو خدا کہتے ہیں ، ان کا قول ہے کہ جب تک انسان اپنے کو نہیں پہچانتا بندہ ہے اور جوں ہی اپنی معرفت ہو گئی خدائی درجہ حاصل ہو گیا ،ان کا کلمہ " لاالہ الا المرکب المبین (۲۳) ہے اور " مرکب مبین " سے مراد انسان ہے ، اس مذہب کے بانی محمود پسیخانی کا خیال ہے کہ مرکب اور محسوس کے سوا کوئی اور چیز موجود نہیں ، وہ معقول کی وحدت و بساطت کا منکر ہے اور تعقل و تصور کو غلط قرار دیتا ہے-

" روضۃ الصفاے ناصری " (۲۴) میں نقطویوں کے بارے میں اطلاع ملتی ہے :

> مذاہب باطلہ میں ایک مذہب تناسخ ہے ، ناقص انسانی روح جسم میں متردد رہتی ہے اور بتدریج ایک بدن سے دوسرے بدن میں منتقل ہوتی رہتی ہے ، اسی طرح سے وہ کامل ہو جاتی ہے ، محمود گیلانی (۲۵) نے اس مذہب میں تصرفات کیے اور نئی اصطلاحیں وضع کیں، وہ خاک کو نقطہ کہتا ہے ، اس کا دعوی ہے کہ جس قدر حیوان نبات اور جماد ہیں اس کے سامنے ہیں ، ان کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ پہلے جنم (۲۶) میں وہ کیا تھے -

رفتہ رفتہ نقطوی مذہب ایران میں کافی پھیل گیا ، اور اس کی ترویج و اشاعت روز افزوں ہونے لگی ، ایران میں اس وقت صفوی خاندان سریرآرائے سلطنت تھا ، نقطویوں کی طرف سے ان کو خطرہ محسوس ہوا تو انھوں نے ان کی ریشہ دوانیوں کو ختم کر دینے کا منصوبہ بنایا - اس منصوبے کو بروئے کار لانے میں سیاسی و مذہبی دونوں مصلحتیں شامل کار رہی ہوں گی - بہرحال صفوی حکمرانوں نے نقطویوں کے قتل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا - شاہ طہماسپ صفوی کے دور حکومت میں ایک نقطوی شاعر ابوالقاسم امری شاہی حکم کے بموجب اندھا کر دیا جاتا ہے، امری (۲۷) ابوتراب کا بھائی تھا، اور طہماسپ کے دربار میں بڑا تقرب رکھتا تھا ، بڑا عالم فاضل تھا

مگر ان فضائل کے ساتھ محمود پسیخانی کے مریدوں میں تھا ، اس کی وجہ سے ۹۸۳ ھ میں اس کی آنکھ میں سلائی پھرائی گئی ، ۹۹۹ ھ میں وہ قید کر دیا گیا اور چند دنوں بعد قتل کر دیا گیا ، " دشمن خدا " سے اس واقعہ کی تاریخ نکلتی ہے ، ریاض الشعراء(۲۸) میں اس واقعہ کی تفصیل درج ہے اور اس میں مزید یہ ہے کہ علوم غریبہ اور نقطے کے اسرار میں بے نظیر تھا ، اس کے منظومات بہت ہیں ، ان کے علاوہ اس کی تصانیف میں رسالہ ذکر و فکر اور جواب مرآت الصفا ہے اس کے کافی اشعار اس تذکرے میں (۲۹) میں درج ملتے ہیں-

شاہ طہماسپ صفوی کے زمانے میں ۹۸۳ ھ میں کاشان میں نقطویوں کی گرفتاری کا واقعہ مرزا جعفر قزوینی تاریخ الفی میں (۳۰) یوں بیان کرتا ہے :

> ایران میں کچھ انجدان اور کاشان کے دیہات کے باشندے مراد نامی ایک شخص کی تائید میں کھڑے ہو گئے جو امامت کا دعوی کرتا تھا ، اور ایک دوسری جماعت پر بھی انھی اطراف میں محمود پسیخانی کی پیروی کا الزام لگایا گیا جو دعوئ نبوت کرتا تھا اور جس کی وفات ۱۵ سال قبل ہو چکی تھی - ایران کے فرمانروا نے ہمدان کے حاکم امیر خان موصلو (۳۱) کو انجدان بھیجا اور راقم کے والد بدیع الزماں (۳۲) کو کاشان میں تعینات کیا ... تین روز چل کر سارے ملزمین کو پکڑ کر درگاہ بھیج دیا گیا -

اسی بادشاہ کے دور میں نقطویوں کا ایک گروہ قزوین میں گرفتار ہوا تقی کاشی (۳۳) کے قول کے مطابق حیاتی کاشی نے بعض ملحدوں سے ارتباط پیدا کیا اور نقطویوں کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے لگا، تھوڑے عرصے میں علم نقطہ اور اس کے آداب و رسوم سے پوری طرح واقفیت ہو گئی ، پھر وہ کاشان سے قزوین گیا اور عرصے تک نقطویوں کی صحبت میں رہا، بالآخر اس فرقے کی ایک جماعت کے ساتھ پکڑا گیا اور شاہ طہماسپ کے حکم سے قید ہوا، دو سال کے بعد رہائی ہوئی تو شیراز آیا، ۹۸۶ ھ میں کاشان واپس آیا بعد ازاں ہندوستان آگیا- اور خلاصۃ الاشعار لکھتے وقت (۹۹۳ ھ) (۳۴) احمد نگر میں (۳۵) موجود تھا-

طہماسپ شاہ کے دور میں ایک واقعے کی تفصیل اسکندر منشی نے عالم آرائے عباسی میں اس طرح دی (۳۶) ہے:

> " درویش خسرو قزوین کے محلے درب کوشک کے نچلے طبقے سے تعلق رکھتا تھا - اس نے باپ دادا کا پیشہ ترک کرکے درویشی اور قلندری کا جامہ پہنا ، مدتوں سیروسیاحت کی اور نقطویوں کی صحبت میں اپنی وسعت مشربی کے لیے مشہور ہو گیا ، پھر قزوین آیا اور مسجد کے ایک گوشے میں مقیم ہو گیا ،

> رفتہ رفتہ درویشوں کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی اور درویش خسرو انھیں اپنے طریقے کے مطابق تلقین کرنے لگا ، بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے تفتیش کرائی اگرچہ درویش خسرو نے مذہب حق کے ماننے سے انکار کیا لیکن حد شرعی کی زد سے محفوظ رہا - صرف اتنا حکم ہوا کہ وہ مسجد میں قیام نہ کرے اور لوگ خواہ مخواہ اس کے گرد جمع نہ ہوں -"

درویش خسرو کے نقطوی (۳۷) ہونے کی ایک ناقابل رد دلیل اکبر بادشاہ کے فرمان (۳۸) سے جو میر سید احمد کاشی کے نام ہے مزید فراہم ہوتی ہے ، اس میں درویش خسرو کے بارے میں ہے:

> ہماری باطنی و روحانی توجہ کی خوش خبری جو دانائی کی اکسیر ہے اسے منتخب عقیدتمند اور چیدہ عالی مشرب یعنی سدید الدین درویش خسرو کو پہنچائیں جن کا اخلاص ابوالفضل جیسے راست گو اور آدم شناس کے وسیلے سے ہمارے مقدس ضمیر میں راسخ ہوا اور انھیں ہماری عنایت کا امیدوار بنائیں۔

سلطان محمد خدا بندہ (۹۸۵ ھ - ۹۹۵ ھ) کے عہد میں بھی نقطویوں پر سختی جاری رہی ، بعض نقطوی قتل بھی ہوئے ، ان میں ایک شاعر افضل دو تاری (۳۹) ہے جو بقول مؤلف "خلاصۃ الاشعار" ۹۹۴ ھ میں ولی جان سلطان کے حکم سے نطنز (اصفہان) کے نواح میں قتل ہوا البتہ بعض نقطوی باوجود متہم ہونے کے مواخذے سے بچے رہے ان میں فہمی کاشی (۴۰) اور بابا شاہی اصفہانی (۴۱) کے نام ملتے ہیں -

شاہ عباس کی تخت نشینی (۹۹۶ ھ) پر نقطویوں کے حالات بہت ابتر ہو گئے - شہر قزوین باوجود دارالخلافہ ہونے کے نقطوی تحریک کا بڑا مرکز تھا ، درویش خسرو کی اس شہر میں خانقاہ تھی جو نقطوی دراویش کی پناہ گاہ تھی - بادشاہ اکثر وہاں جاتا اور اہل خانقاہ سے گفتگو کرتا ، اس طرح اس کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ درویش خسرو اور اس کے ساتھی نقطوی عقیدے کی اشاعت بڑے منظم طریقے سے کر رہے ہیں ، یہ حکومت کے لیے بڑی خطرناک صورت تھی ، چنانچہ اپنی حکومت کے چھٹے سال (۱۰۰۲ ھ) شاہ عباس کے حکم سے ہزاروں نقطوی موت کے گھاٹ اتار دیے گئے (۴۲)۔

اسی زمانے میں جلال یزدی نے پیشنگوئی کی کہ شاہ ایران کے لیے خطرے کا وقت قریب آگیا ہے ، اس سے بچنے کی صرف یہ تدبیر ہے کہ چند روز کے لیے وہ تخت خالی کر دے ، اس طرح وہ نحوست کی گھڑی ٹل جائے گی - چنانچہ نقطویوں کے سردار یوسفی ترکش دوز (۴۳) کو تین روز تخت پر بٹھا کر قتل کر دیا گیا ، اس کے بعد درویش خسرو اور دوسرے نقطوی قزوین کے اطراف میں قتل ہوئے -

شاہ عباس پھر اصفہان آیا تو نصرآباد کاشان (۴۴) میں سب سے اہم نقطوی سردار سید احمد کاشی کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا - میر مذکور کے کاغذات میں بھی بہت سے نقطویوں کے خطوط ملے - ان میں ایک منشور ابوالفضل کا نوشتہ (۴۵) بھی تھا - معاصر تاریخ نویس اسکندر منشی لکھتا ہے (۴۶):

" اس طائفے کے سرداروں میں میر سید احمد کاشی تھا جس کی وجہ سے بہت سے بدبخت گمراہی کی راہ پر پڑگئے تھے ، پاک اعتقاد بادشاہ نے نصر آباد کاشان میں اس کو اپنی تلوار سے قتل کیا - اس کی کتابوں میں جو رسالے ملے ان سے ظاہر ہوا کہ نقطوی ، حکماء کے مذہب کے مطابق عالم کو قدیم مانتے ہیں اور حشر اجساد اور قیامت پر یقین نہیں رکھتے ، ان کے نزدیک اعمال کے اچھے یا برے ہونے کے نتیجے میں دنیا میں جو عافیت یا ذلت ملتی ہے وہی بہشت و دوزخ ہے ، درویش کمال اصفہانی و درویش ترابی جو ان کے مقتدا تھے وہ دونوں اپنے تین چار مریدوں کے ساتھ خراسان کی راہ میں قتل ہوئے ، اس طرح جن لوگوں پر نقطوی ہونے کا ذرا بھی شبہہ ہوا، ان سب کا یہی انجام ہوا درویش خسرو کے بعض ترک مرید اس جرم میں قتل ہوئے ، اس طرح ظاہر ہوا کہ تمام ممالک محروسہ میں اس فرقے کی ریشہ دوانیوں کی جڑیں کتنی گہری ہیں - ہندوستان آنے جانے والوں سے معلوم ہوا کہ شیخ مبارک کا بیٹا ابوالفضل جو ہندوستان کے فضلاء میں ہے اور دربار اکبری میں بہت زیادہ تقرب حاصل کر چکا ہے ، اسی مذہب کا پیرو ہے ، اس نے اکبر بادشاہ کو وسیع المشرب بنا کر جادۂ شریعت سے منحرف کر دیا ہے ، اس کا منشور (۴۷) جو میر مذکور کے کاغذات میں دستیاب ہوا ابوالفضل کے نقطوی ہونے پر دلالت کرتا ہے - شریف آملی جو جامع فضائل تھا اس فرقے کے اکابر سے تعلق رکھتا تھا ، وہ اپنے زمانے کی سخت گیریوں سے تنگ آکر ہندوستان (۴۸) چلا آیا تھا - حضرت بادشاہ اکبر اس کی بڑی تعظیم کرتے اور اس کے ساتھ پیر جیسا سلوک کرتے تھے-

شاہ عباس کی سختی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے عرصے میں سرزمین ایران نقطویوں سے خالی ہو گئی ، اسکندر منشی (۴۹) لکھتا ہے :

" القصہ از سیاست این جماعت اگر کسے ازین طبقہ بود ازین دیار بیرون رفت یا در گوشہ خمول خزیدہ خود را بے نام و نشان ساخت و در ایران شیوۂ تناسخ

منسوخ گشت "

[مختصر یہ کہ اس جماعت کو جس طرح سزا دی گئی اس سے اس جماعت والے یا تو باہر بھاگ نکلے یا گوشہ گمنامی میں پڑکر بے نام و نشان ہو گئے ، اس طرح ایران میں تناسخ کا رواج ختم ہو گیا]

ایران کے اکثر نقطویوں کی پناہ گاہ ہندوستان قرار پایا ، خصوصاً اکبری دور میں یہ جماعت والے بڑی تعداد میں اس ملک میں داخل ہوئے شروع کے نقطوی واردین میں میر شریف آملی ہے جو پہلے دکن آکر رہا ، اور اپنے خیال کی تبلیغ شروع کی ، اس سے لوگ بدظن ہوئے اور اس کو مار ڈالنے کی سازش کی ، اس کو پتا چلا تو وہاں سے بھاگ نکلا اور مالوے میں ساکن ہوا ، اکبر بادشاہ انھی دنوں مالوے کے ایک مقام دیپالپور میں خیمہ زن تھا ، میر آملی کی آمد کی خبر ملی تو اس کو دربار میں بلایا اور تنہائی میں ملاقات ہوئی ، اگرچہ میر مذکور کی گفتگو کاواک اور بے ربط تھی ، پھر بھی بادشاہ کو متاثر کر گئی ، اس کے بعد میر شریف کی جتنی ترقی ہوئی وہ تاریخ کے اوراق کی زینت ہے ذیل میں پہلے منتخب التواریخ (۵۰) کے بیان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے ، پھر ماثر الامراؑ(۵۱) کے بیان کا:

میر شریف آملی ایران سے بلخ آیا اور مولانا محمد زاہد پسر شیخ حسین خوارزمی کی خانقاہ سے وابستہ ہوا لیکن جب اہل خانقاہ کو اس کی بیدینی کا علم ہوا تو اپنی خانقاہ سے اسے نکال دیا ، پھر وہ دکن چلا آیا ، وہاں اس کا خبث ظاہر ہوا تو حکام دکن نے اس کو ختم کر دینے کا منصوبہ بنایا، لیکن یہ بات پوری نہ ہو سکی تو اس کو گدھے پر بٹھا کر پورے شہر میں پھرایا ، آملی وہاں سے بھاگ کر مالوہ پہنچا ، اور یہاں عراقی ملحدین کا ایک گروہ اس کے گرد جمع ہو گیا ، پھر کیا تھا شریف آملی نے اپنے کو دسویں صدی کا مجدد قرار دیا ، شہنشاہ اکبر ان دنوں مالوے ہی میں خیمہ زن تھا - شریف آملی کی شہرت سن کر اس کو تنہائی میں بلایا اور طرح طرح سے آزمایا ، اس کے عقائد فاسد تھے اور وہ محمود پسیخانی کے دین کا پیرو نکلا - میر شریف نے اپنے عقائد پر ایک کتاب " ترشح ظہور " کے نام سے لکھی جو مہملات کا مجموعہ ہے ، لیکن اس کے باوجود عوام کا کیا ذکر خود شہنشاہ اکبر کے مزاج میں اس کا اتنا دخل ہوا کہ امرائے ہزاری میں شامل کیا گیا ، وہ اس وقت بنگال میں مذہب حق کے داعیان میں ہے ،، اور مراتب اخلاص چہارگانہ کا حامل -

ماثر الامراؑ(۵۲) میں ہے کہ کتب درسی ایران میں پڑھ چکا تھا ، تصوف و حقایق میں کافی دستگاہ بہم پہنچائی تھی ، بعد ازاں اس میں الحاد و زندقہ کا الحاق کرکے عجیب و غریب خیالات و عقائد کا معجون مرکب تیار کیا ، پھر "ہمہ اوست" کا دعوی کرنے لگا ، اور سب کو اللہ کہتا، اکبر کے عہد میں صلح کل اور وسعت مشربی کا دور دورہ تھا ، بادشاہ کے نزدیک سلطنت سایۂ رب ہے ، فیض

کسی ایک جماعت یا فرد کا حصہ نہیں ، ہر مذہب و مشرب کے فرد کو اس فیض سے بہرہ مند ہونے کا استحقاق ہے - اکبر کے دربار میں میر شریف کی بڑی قدردانی ہوئی ، روز بروز اس کے مرتبے میں اضافہ ہوتا رہا ۹۹۳ ھ میں میر مذکور کابل کی صدارت و امینی کے عہدے پر فائز ہوا ، حکومت کے ۳۶ ویں سال (۹۹۹ ھ) بنگال میں خدمت چہارگانہ ، خلیفگی ، امینی ، صدارت ، قضا سے ممتاز ہوا ، ۴۳ ویں سال (۱۰۰۶ ھ) اجمیر میر کی جاگیر قرار پایا ، اور قصبہ موہان بھی اس کو بطور تیول ملا ، آخر میں سہ ہزاری منصبدار مقرر ہوا ، کچھ دنوں بعد وفات پائی اور موہان میں اسے سپرد خاک کیا گیا -

میر نقطوی تھا ، اور بارگاہ اکبری میں رسائی کے ساتھ ہی علما سے مناظرہ کرتا اور محمود پسیخانی کے خیالات و عقاید کی ترویج میں مصروف رہتا -

اور ہم اسکندر منشی کا قول نقل کر چکے ہیں جس میں ہے کہ اکبر بادشاہ اور اس کے امرا اور اعیان دولت میر شریف آملی کے ساتھ پیر جیسا سلوک کرتے ، اس سے بخوبی واضح ہے کہ اکبر نقطوی تحریک و عقائد سے کس حد تک متاثر تھا - اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ نقطویوں کو ہندوستان آنے کی دعوت (۵۳) دیتا رہتا - اکبر کو نقطویوں سے جیسی ہمدردی تھی اس کا اندازہ اکبر کے اس فرمان سے ہو جاتا ہے جو شاہ عباس (۵۴) کے نام کا ہے ، اس میں کہا گیا ہے کہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرنا چاہیے - یہ خط بظن قوی شاہ عباس کے نقطوی قتل عام کے بعد لکھا گیا ، اس میں جانی بیگ ترخان (۵۵) کی فرمانروائی کے خاتمے کا بھی ذکر ہے جو ۱۰۰۱ ھ میں واقع ہوا ، اور قتل عام ۱۰۰۲ ھ میں (۵۶) ہوا ، اس لیے اکبر کے فرمان کی تاریخ ۱۰۰۲ ھ کے قریب ہو گی اس فرمان کے چند اجزا کا ترجمہ درج ذیل ہے :

"آپ کو ملک کے انتظام اور عام لوگوں کی بھلائی کے لیے جد و جہد کرنی چاہیے اور فتنہ پردازوں کے بھلاوے میں آکر پریشان خاطر نہ ہونا چاہیے - بردباری اور چشم پوشی کو اپنا شعار بنانا چاہیے ، کیونکہ خود غرضوں کی حیلہ پردازی سے مخلص دوستوں کو شربت ہلاہل پلانا پڑتا ہے ، کبھی کبھی بہت سے دوست نما دشمنوں نے عقیدت کا لباس پہن کر حکومت کی بنیاد کھود ڈالی ہے ... انسانوں کے ضمائر کو جاننے کی برابر کوشش کرتے رہنا چاہیے ، اور اس زندگانی بے بقا کی چند روزہ اقامت کو خدا کی رضا و خوشنودی سے وابستہ رکھنا چاہیے ، انسانوں کی تالیف قلب کرتے رہنا چاہیے - یہ خدا کی امانت ہیں ، ان پر شفقت کی نظر ڈالتے رہنا چاہیے ، تمام آدمیوں کو بغیر اختلاف مذہب و نسل اپنی عام رحمت میں شریک رکھنا چاہیے ، اور صلح کل کے سدا بہار گلشن کے حصول کی کوشش

کرنا چاہیے ، جب خدا ہر مذہب و مشرب کے لوگوں پر فیض کا دروازہ کھول کر ان کی پرورش کرتا ہے تو بادشاہ تو خدا کے سایے ہیں ، ان پر لازم ہے کہ وہ اس روش کو ہاتھ سے نہ جانے دیں ، خدا نے تو ان کو دنیا کے انتظام اور خلق کی پاسبانی کے لیے پیدا کیا تاکہ عام لوگ عزت و عافیت سے زندگی بسر کر سکیں ، لوگ دنیاوی امور میں جو فانی اور ناپائدار ہیں دیدہ و دانستہ غلطی کا ارتکاب نہیں کرتے تو دینی امور میں جو باقی رہنے والے ہیں ، ان میں تساہلی کیونکر برتیں گے ، اگر وہ حق بجانب ہیں تو انصاف کا تقاضا ہے کہ ان کی پیروی کی جائے اور اگر ان سے غلطی سرزد ہو گئی ہے تو ان پر شفقت کرنی چاہیے شورش اور سرزنش جایز نہیں "

عالم آرائے عباسی اور مآثر الامراء میں ہے کہ جب نقطوی سرگروہ سید احمد کاشی ۱۰۰۲ ھ میں مع ہزاروں نقطویوں کے قتل ہوا تو اس کے کاغذات میں ابوالفضل بن شیخ مبارک کا ایک منشور ملا جس سے اس کا نقطوی ہونا واضح ہے ، حسن اتفاق دیکھیے کہ وہی فرمان جو تہران یونیورسٹی لائبریری کے ایک فارسی انشا کے مجموعے میں شامل ہے دفعۃً حاصل ہو گیا ، جس کو پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب " اکبر اور ریلیجن " میں بطور ضمیمہ شائع کر دیا ہے ، پروفیسر مذکور ہی کے توسط سے قلمی نسخے کا فوٹو بھی مل گیا ، اس فرمان سے بہت سی مفید اور نئی معلومات حاصل ہوئیں اسی فرمان پر راقم نے ایک مقالہ انگریزی میں لکھا ہے جو یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ کے مجلے میں شائع ہو رہا ہے اس اہم فرمان کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

حضرت جلال الدین اکبر بادشاہ کا فرمان امیر احمد کاشی کے نام

نسبت معنوی اور قرب باطن ، دور بین اور حق شناس اہل نظر کی توجہ کا قبلہ رہا ہے ، کتنا اچھا وہ خوش نصیب ہے جو روحانی تعلقات کو استوار کرکے اپنے رب کی پرستش میں لگا رہا ہے خدا کا شکر ہے کہ نبوت کے باغ کے اس درخت اور پاکیزگی کے ریگ زار کے اس چشمے یعنی صفی الدین احمد کاشی پر یہ حقیقت پوری طرح روشن ہے ، وہ درگاہ خداوندی کے اس نیازمند (یعنی اکبر بادشاہ) کی حق شناسی کے مراتب کی طرف پوری طرح متوجہ ہے - اسے جسمانی دوری کی وجہ سے آزردہ خاطر نہ ہونا چاہیے کہ ہم توجہ اور تربیت کے لحاظ سے (روحانی طور پر) ایک دوسرے کے نزدیک ہیں ، چونکہ مدت سے میرے حقیقت اساس دل میں اہل ایران کی محبت کا خیال جاگزین ہے ، میری خواہش ہے کہ وہ محترم جماعت (میری) صوری و معنوی قرب حاصل کرکے ظاہری و باطنی کامیابی حاصل کرے ، اور اس ملک کے چھوٹے بڑے ہمارے زیر سایہ شرف

اختصاص سے بہرہ یاب ہوں - اگرچہ اس حقیقت آگاہ کی اپنے عقیدتمندوں کے درمیان موجودگی محض اتفاق حسنہ کا نتیجہ ہے لیکن اس کے عرفان کی وجہ سے عقیدتمندوں کا ہونہار طبقہ ہدایت پا چکا ہے ، ضروری ہے کہ واردات غیبی اور راہ خداوندی کی مشکلات کی صورت ہماری بارگاہ میں جہاں دنیوی و اخروی مسایل حل ہوتے ہیں ، پیش کرکے ارادت و عقیدت کی سلسلہ جنبانی کریں اور ہماری باطنی و روحانی توجہ کی خوشخبری جو اکسیر دانائی ہے ، عقیدتمندوں میں منتخب ، نیک فطرتوں و عالی مشربوں میں چیدہ یعنی سدید الدین درویش خسرو کو پہنچائیں جن کا اخلاص ابوالفضل جیسے راستگو اور مردم شناس کے واسطے سے ہمارے مقدس ضمیر میں راسخ ہوا ، اور انھیں ہماری عنایت کا امیدوار بنائیں (ہماری توجہ کا یقین دلائیں) اور ایسی سعادتمند جماعت جو مادہ پرست ہے اور جن کے دل تقلید کے مادے سے آلودہ ہیں ان کی رہنمائی کریں ، اور ان کی آنکھوں کو تحقیق کی روشنی بخشیں ، اس ہونہار نوجوان کی خوبیوں اور ہنرمندیوں کی جلوہ نمائی ہماری چشم جہاں بین میں موجود ہے ، مزید یہ کہ رشید الدین اسحاق جو بڑے فضلا اور اہل استعداد میں ہیں اور جو روحانیت و عرفان کے مشرب میں بڑے درجے پر فائز ہیں ، اگر وہ میرے دربار سے وابستہ ہو جائیں تو کیا مضائقہ ہے ، آپ جیسی باخبر اور حق شناس ذات سے امید ہے کہ امنا (۵۷) (نقطویوں) کی جو جماعت اس ملک میں پائی جاتی ہے اس کی اطلاع دیتے رہیں گے ، کسی خوش نصیب کی خوش نصیبی اس سے زیادہ اور کیا ہو گی کہ اسے ہمارے حضور مقدس کی سعادت جو اہل دل کی آنکھ کا سرمہ ہے ، حاصل ہو ، اگر موانع کی وجہ سے یہ سعادت حاصل نہ ہو سکے تو دوسری بار حضور مقدس میں اس کی حاضری بزم اقدس کے حقیقت شناس کی زبان زد ہو جائے ،

دوری مسافت کی وجہ سے محض مختصر سے تبرک کے ساتھ یہ صحیفہ مختص ہے

۸ آذر ماہ سنہ ۹۴ء (۵۸)

اس فرمان کی اہمیت حسب ذیل وجوہ کی بنا پر ہے :

۱- اکبر کی نقطوی تحریک سے گہری وابستگی کا سب سے اہم اور نادر ماخذ ہے-

۲- اس تحریک کی نسبت سے اکبر اور ابوالفضل کے تعلقات کا معتبر ترین ماخذ ہے -

۳- نقطویوں اور مغلوں کے تعلقات پر اس فرمان سے نئی روشنی پڑتی ہے - صفویہ اس فرقے سے تعلق رکھنے والوں کو قتل کر رہے تھے ،اس میں سیاسی اور دینی دونوں مصلحتیں تھیں ، تو دوسری طرف اکبر بادشاہ ان کو ورغلا رہا تھا ، ان کے عقاید سے ہمدردی کے اظہار کے ساتھ ان کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دے رہا تھا - گویا یہ صریح مداخلت تھی -

۴- کیسی عجیب بات ہے کہ میر سید احمد کاشی صفویوں کے نزدیک بڑا مجرم نقطوی ہے ، اکبر اس کو

ایسا محترم جانتا ہے کہ اس کے نام منشور جاری کرتا ہے ، جس میں اس کے زہد و تقویٰ کی بڑی تعریف ملتی ہے -

۵- اس میں حسب ذیل تین نقطوی سرغنوں کی بے حد توصیف ملتی ہے -

سید احمد کاشی

درویش خسرو

رشید الدین اسحاق

ان میں تیسرے کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے ، البتہ پہلے دونوں کافی شہرت کے مالک ہیں -

جیسا کہ " تاریخ عالم آرای عباسی " سے معلوم ہوتا ہے ، سید احمد کاشی ایسا نقطوی سرگروہ تھا جس کے سینکڑوں عقیدتمند تھے ، اس کی وجہ سے شاہ عباس کو خطرہ لاحق ہوا اور اس نے ایک منصوبے کے تحت ۱۰۰۲ ھ میں کاشان میں تہ تیغ کر ڈالا ، اس کی کنیت صفی الدین صرف اسی فرمان میں ملتی ہے ، اسی سے مزید اس بات کا پتا چلتا ہے کہ درویش خسرو سے اس کے گہرے تعلقات تھے -

درویش خسرو کی کنیت سدید الدین کہیں اور نہیں ملتی - یہ بھی نقطویوں کا بڑا سرغنہ تھا ، اس کے مریدین میں ترک و تاجیک دونوں تھے ، خیال ہوتا ہے کہ اس کی تبلیغ کا حلقہ ایران سے آگے نکل چکا تھا - ابوالفضل اس سے بہت متاثر تھا ، خفیہ خط وکتابت بھی ہو گی ، ورنہ وہ اس کے اخلاص و محبت کا ذکر شہنشاہ اکبر سے کیونکر کرتا ابوالفضل کے واسطے سے اکبر اس سے متاثر ہوا اور اسے اپنے دربار میں آنے کا دعوت نامہ دیا - لیکن درویش خسرو ہندوستان نہ آسکا اور لرستان کی مہم کے موقع پر اسے مع اس کے رفقاء کے گرفتار کر لیا گیا اس مہم سے واپسی پر ان سب کو قتل کر دیا گیا ، یہ واقعہ بھی ۱۰۰۲ ھ کا ہے - درویش خسرو اور احمد کاشی کا ذکر فارسی کے تذکروں وغیرہ میں کافی ملتا ہے-

حیاتی کاشی اور میر شریف آملی (۵۹) کے علاوہ چند ایرانی پناہ گزیں نقطوی ادباء کی اطلاع ہم تک پہنچی ہے مثلاً -

۱- میر تشبیہی کاشی : اس کا نام علی اکبر تھا وہ کاشان کے ایک معزز سادات خاندان کا رکن تھا - بدایونی کے قول کے مطابق (۶۰) اس نے الحاد سے متعلق رسائل لکھے - وہ بادشاہ کو شخص معہود جانتا جو عدد " شخص " کے مطابق سنہ ۹۹۰ ھجری میں ظاہر ہو گا - وہ دو تین بار ہندوستان آیا گیا - آخری بار آیا تو نقطوی مذہب میں بڑا راسخ العقیدہ ہو گیا - اس نے بادشاہ کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا جس کا ماحصل یہ تھا کہ اہل تقلید کو ختم کر دیا جائے تاکہ حق ایک مرکز پر قائم ہو

جائے - اس نے ابوالفضل کے نام نقطوی مذہب کے مطابق ایک رسالہ لکھا جس کا دیباچہ اس طرح تھا -

" باللہ المحمود فی کل فعالہ استعین بنفسک الذی لاالہ الا ہو ...

سوال - خلق کہ گفتہ شود کدام است

جواب - خلق کہ گفتہ میشود اللہ "

" خلاصۃ الاشعار " (۶۱) کے مطابق تشبیہی نے بچپن ہی میں شعراء کی صحبت اختیار کی اور کم عمری میں شاعری میں نامور ہو گیا - پھر ہندوستان چلا گیا تو تجردشعار اور درویش پیشہ ہو گیا - لیکن اہل " نقطہ " کی پیروی میں گمراہی کی وادی میں جا پڑا - ذیل کی رباعی سے اس کے خیال کا پتا چلتا ہے:

بحر کرمم ، نسبت جود کہ برم ؟
محو عدمم نام وجود کہ برم ؟
گویند سجود پیش حق باید کرد
چو من ہمہ حق شدم سجود کہ برم ؟

اس رباعی کا جواب غیرتی شیرازی نے اس طرح دیا:

آنکس کہ بشرع نیست قائل ز کجا
اثبات کند کہ گشت واصل بخدا ؟
واللہ کہ ہست ثم باللہ کہ ہست
در مذہب ما ریختن خونش روا

" میخانہ " کے مطبوعہ نسخے میں تشبیہی کا تذکرہ شامل نہیں البتہ اس کے دو خطی نسخوں میں (۶۲) اس کا ذکر آیا ہے - اگرچہ ان میں تشبیہی کو نقطوی نہیں بتایا گیا ہے لیکن حسب ذیل منقول ابیات سے اس کے نقطوی ہونے کا گمان ہو سکتا ہے :

چوں شمع تا بمہر تو ار زندہ گشتہ ایم
سر دادہ ایم و باز ز سر زندہ گشتہ ایم
ما را کہ کشتہ اند بصد ضربت فراق
دیگر ز یمن فیض نظر زندہ گشتہ ایم
ما را چو آفتاب مساوی ست مرگ و زیست
گر شام مردہ ایم سحر زندہ گشتہ ایم

تشبیہی از بتیغ سر ما بریدہ اند
سر دادہ ایم و باز ز سر زندہ گشتہ ایم

ناظم تبریزی (۶۳) نے ایک خاص بات یہ لکھی ہے کہ آخر میں جب اس کے عقیدے میں خلل پیدا ہوا اور وہ وادیٔ الحاد و گمراہی میں جا پڑا تو پھر خاموشی اختیار کر لی اور بیس سال تک خاموش رہا - یہ تذکرہ ۱۰۳۶ھ میں مکمل ہوا اس لیے تشبیہی کے خاموش رہنے کی زندگی تقریباً ۱۰۱۶ ہجری سے شروع ہوئی ہو گی -

۲- وقوعی نیشاپوری (۶۴) صاحب "جامع الاخبار" (۶۵) اکبری کے متعلق بدایونی کا بیان ملاحظہ ہو -

"اس کا نام محمد شریف ہے مگر اس کا الحاد ہر شخص کے الحاد سے بڑھا ہوا ہے - وہ محض پسیخانی ہے اور نہ صباحی بلکہ دونوں کے بین بین ہے - وہ تناسخ کا قائل ہی نہیں بلکہ اس میں بہت راسخ ہے - ایک مرتبہ میرے مکان پر آیا اور پتھر کے تودوں کو دیکھ کر حسرت سے کہا کہ افسوس یہ بیچارے منتظر ہیں کہ کب قالب انسانی میں آئیں" -

۳- مولانا صوفی مازندرانی - اس کے بارے میں تقی کاشی (۶۶) کا بیان یہ ہے:

"ابتدائے جوانی میں اس کو سیاحت کا شوق غالب ہوا تو عراق آیا اور صوفیوں سے بڑا ربط و ضبط پیدا کیا - کچھ دنوں سلوک میں مصروف رہنے کے بعد شاعری کی طرف متوجہ ہوا - اور اس میں نام پیدا کیا - ساتھ ہی پیری و مریدی کا سلسلہ قائم رکھا - اس کے بعد وہ شیراز میں سکونت پذیر ہو گیا - یہاں اس کے معتقدوں کی تعداد کافی بڑھ گئی لیکن ان ہی ایام میں کفر و الحاد اور نقطوی ہونے کا الزام لگایا گیا - اور اس کی بدنامی کا یہ عالم تھا کہ جو کوئی بھی اس سے ملتا وہ لوگوں کی نظروں میں کھٹکنے لگتا - اس کے اشعار سے اس کے نقطوی ہونے کا بخوبی ثبوت ملتا ہے - آخر بدنامی اور سزا کے خوف سے وہ شیراز سے نکل کھڑا ہوا اور اب (۶۷) ہندوستان میں اپنے ہم مشربوں اور دوستوں کے ساتھ اپنی زندگی اطمینان سے بسر کر رہا ہے (۶۸)"

"میخانہ" میں مولانا کے نقطوی ہونے کا ذکر تو نہیں ہے مگر وطن سے نکلنے کی جو وجہ لکھی ہے اس سے اس کے نقطوی ہونے کا قطعی گمان ہوتا ہے اس زمانے کے بعض مصنفوں کی طرح "میخانہ" کا مؤلف بھی نقطوی فرقے کے متعلق کھل کر گفتگو نہیں کرنا چاہتا - مثلاً لکھتا ہے

:(۶۹)

" ابتدائے زندگی میں شوق سیاحت کا غلبہ ہوا تو مولانا محمد صوفی وطن سے شیراز آگیا اور ایک مدت تک یہاں سکونت اختیار کی - یہیں اس کی شاعری کو فروغ ہوا - آخر کار ایک ایسی تقریب کی بنا پر جس کا ذکر نا مناسب ہے وہاں سے بھی نکل کھڑا ہوا "

۴- باقر کاشی کے نقطوی ہونے کی داستان بڑی دلچسپ ہے اور ہمعصر تذکروں میں پوری تفصیل درج ہے - جس کو مختصراً ذیل میں پیش کیا جاتا ہے عرفات (۷۰) :-

" راقم حروف شاہ عباس کے ساتھ قزوین سے اصفہان جا رہا تھا - جب کاشان پہنچا تو میر سید احمد کاشی سرگروہ پسیخانی کو مع اس کے مریدوں کے شاہی حکم کے مطابق قتل کر ڈالا - اس زمانے میں درویش خسرو اور یوسفی (۷۱) وغیرہ اس جرم میں قتل ہوئے - سید احمد کاشی (۷۲) کے خطوں میں باقر کا بھی ایک خط نکلا جس سے اس کا نقطوی ہونا ظاہر ہوتا ہے - جب اس کے قتل کی باری آئی تو اس نے شاہ سے معذرت شروع کی کہ میں اس گروہ سے تعلق نہیں رکھتا - اور ایک نقطوی پر عاشق ہوں اور میرا عشق اس وقت تک بار آور نہیں ہو سکتا تھا جب تک اس جماعت سے اس کی عقیدتمندی کا اظہار نہ کرتا - بادشاہ نے اس کا خون معاف کر دیا - اس کے کچھ دنوں بعد وہ ہندوستان چلا آیا اور بیجاپور میں ابراہیم عادل شاہ ثانی سے وابستہ ہوگیا "-

میخانہ (۷۳) :- " باقر جوانی میں سید احمد کاشی کے لڑکے پر عاشق ہوا چنانچہ جب سید مذکور نقطوی مذہب کی پیروی کے جرم میں پکڑا گیا تو باقر بھی زد میں آگیا - جب باقر کے قتل کی باری آئی تو اس نے محمود پسیخانی کی مذمت میں ایک قطعہ شاہ عباس کی خدمت میں پیش کیا پھر باقر نے میر کے لڑکے کے ساتھ اپنے ارتباط کا ذکر کرتے ہوئے کہا - اگر از در الحاد نمی آمدم راہم بسوے مطلوب نمیداد بنا بران درمیان این فرقہ در آمدم -

بادشاہ کو باقر کی بے گناہی کا پورا یقین ہوگیا- اس کی جان بخشی ہوئی بالآخر وہ دکن ابراہیم عادل شاہ کے دربار سے منسلک ہوگیا -"

مآثر رحیمی (۷۴) : ایک بار ایک ایسی تہمت کی بنا پر جو باقر جیسے لوگوں پر کبھی صحیح نہیں ہو سکتی اور اس طرح کے موحدوں کو ملحد ٹھہرانا بڑی نادانی ہے شاہ عباس کے حکم سے راقم حروف کے بھائی آقا خضر حاکم کاشان کے پاس ایک سال تک قید میں رہا - کمترین اکثر اس کے پاس آمدورفت رکھتا - یہاں تک

کہ اس کی بے گناہی پوری طرح عیاں ہو گئی اور وہ عنایات شاہی سے بہرہ ور ہوا - کچھ دنوں بعد وہ ہندوستان چلا آیا -"

ان تینوں بیانات کی تفصیلات میں جزئی اختلاف ہے - مگر یہ بات پوری طرح ثابت ہے کہ باقر دین نقطوی کے جرم میں ماخوذ ہوا اور منجملہ اور وجوہ کے' ہندوستان چلے آنے کی یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے -

۵- حکیم عبداللہ کاشانی (۷۵) وہ مجموعۂ فضائل ہونے کے ساتھ نقطوی بھی تھا - سنہ ۱۰۰۵ ھجری کے قریب ہندوستان آیا - اور اکثر اوقات لاہور میں مقیم رہا - تقریباً سنہ ۱۰۲۵ ھ میں جہانگیر کے دربار میں حاضر ہوا تو سرکاری وظیفہ اس کے نام جاری ہو گیا جو اسے برابر ملتا رہا -

۶- عبدالغنی یزدی - " عرفات " کے بیان (۷۶) کے مطابق عبدالغنی ۱۰۲۲ ھ میں آگرہ آیا اور اللہ مرکبی کے نام سے موسوم ہوا - اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ رند مشرب تھا اور یزد میں نقطویوں کی صحبت میں پڑ گیا - جب جہانگیر کے دربار میں حاضر ہوا تو سلام کے بجائے اس کی زبان پر " لاالہ الا المرکب المبین" جاری ہو گیا - بادشاہ بہت متعجب ہوا تو لوگوں نے محمود پسیخانی کے اسرار سربستہ کا ذکر کرتے ہوئے عبدالغنی کو پسیخانی جماعت کا ایک فرد بتایا - مگر تحقیق کے بعد اس کا نقطوی ہونا مشتبہ قرار پایا -

۷- میر مومن ادائی (۷۷): اس کے متعلق " تذکرۂ نصرآبادی " میں ہے :

" وہ خوش فکر شاعر ہے خصوصاً رباعی بہت اچھی لکھتا ہے - تیس سال سے ہندوستان میں مقیم ہے - ترک وطن کی وجہ تہمت الحاد ہے مگر حاجی مطیعا نے اس کے زہد اور اتقاء کی تعریف کی -"

تذکرۂ نصرآبادی (۱۰۸۵ ھجری) میں مرتب ہوا اس اعتبار سے تقریباً سنہ ۱۰۵۵ھ میں عہد شاہجہانی کے وسط میں ادائی ہندوستان آیا ہو گا -

۸- تقی پیرزاد کے بارے میں مآثر رحیمی (۷۸) میں ہے کہ اس کی اصل تو مازندران سے ہے مگر اس کا باپ مشہد میں متوطن ہو گیا تھا - تقی بہت وسیع المشرب تھا - اس لیے اس پر الحاد کا الزام لگاتے ہیں -

اگرچہ میر مومن اور تقی پیرزاد کو صراحتہً نقطوی نہیں بتایا گیا ہے لیکن چونکہ اس زمانے میں نقطویوں کو عموماً ملحد و بے دین کہتے تھے - اس لیے گمان ہوتا ہے یہ الحاد زندقہ و دین نقطہ کے علاوہ کچھ نہ رہا ہو گا -

۹- ثانی خان ہروی - بقول بداونی (۷۹) اس کا نام علی اکبر تھا ، بادشاہ کے نام کے ساتھ یکسانی کی وجہ سے اس نے اپنے تمام رسالوں میں جو نقطوی خیالات کے ترجمان تھے ، اپنے کو

اور بادشاہ کو شخص موعود قرار دیا تھا جس کا ظہور ۹۹۰ ھ میں ہو گا ، یہ تاریخ لفظ شخص کے حروف کے اعداد کے جوڑنے سے حاصل ہوتی ہے - اس بات کا ثبوت وہ محمود پسیخانی کے قول سے فراہم کرتا ہے - اس نے "القافیہ" کو نظم کا جامہ پہنایا تھا ، اور تصوف کا ایک رسالہ منظوم کیا تھا جس میں مہمل اشعار کی بھرمار تھی -

آخر میں دسویں اور گیارہویں صدی کے ایک بڑے مشہور دانشمند ، ادیب اور شاعر میر ابوالقاسم فندرسکی (۸۰) کا ذکر نامناسب نہ ہو گا- میر فندرسکی زبردست عالم تھے ، جو مختلف علوم میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے ، شاہ عباس اور شاہ صفی کے معاصر تھے ، قانون و شفا کا خصوصی درس دیتے تھے جس میں بڑے بڑے فاضل شریک ہوتے ، انھوں نے ہندوستان کا بھی سفر کیا اور یہاں بھی ان کے علم و فضل کا شہرہ قائم رہا، آخر میں وہ اپنے وطن ایران لوٹ گئے، ۱۰۵۰ ھ میں (۸۱) وفات پائی، ان کی متعدد تصانیف ہیں ، ان میں ایک جوگ بششٹ (۸۲) کی شرح یا حاشیہ (۸۳) ہے ، ان کا ایک مشہور قصیدہ لغتنامہ دہخدا میں درج ہے جس کا مطلع یہ ہے :

چرخ با این اختران نغز و خوش زیباستی
صورتی در زیر دارد ہرچہ بر بالاستی

میر فندرسکی اہل جاہ کی معاشرت سے احتراز رکھتے تھے ، فقراٗ و اہل حال کی مجلس ان کو پسند تھی ہر طبقے کے لوگوں کے پاس ان کا اٹھنا بیٹھنا رہا ، وہ موٹا جھوٹا کھانا کھاتے اور کمتر درجے کا لباس پہنتے ، عام لوگوں کے مجمع کی کثرت کی وجہ سے وہ شاہ عباس (۸۴) کی نظر میں کھٹکنے لگے، اس نے تحقیقات کی ، اسے کوئی چیز قابل گرفت نہ ملی- صاحب دبستان المذاہب (۸۵) کے بقول آذرکیوان کے مریدوں سے ان کی راہ و رسم تھی اور وہ ان کے خیالات سے متاثر تھے - آذر کیواں (۸۶) کا بھی تعلق اکبری عہد سے تھا ، اور وہ دساتیری تحریک کے بانیوں میں تھا - یہ جعل سازوں کی ایک جماعت تھی جنھوں نے دساتیر جیسی کتاب گھڑی جس کی زبان من گھڑت اور جس کے مطالب خود ساختہ ہیں ۔ اس کے باوجود ہزاروں ایرانی اور ہندوستانی ادیب و شاعر اس کے جعل میں پھنسے اور بری طرح پھنسے ، ہمارے محبوب شاعر غالب بھی اس کے چکر میں آ گئے تھے -

اگرچہ صحیح طور پر معلوم نہیں کہ میر فندرسکی آذر کیوانی تحریک سے کس حد تک متاثر تھے ، بہرحال اس پرفریب تحریک سے متاثر ہونا ہی جعل میں پھنسنے کے مترادف ہے ، نقطوی تحریک بھی اس دور کی ایک مخالف اسلام تحریک تھی جس کی آزاد خیالی ضرب المثل تھی ، کیا عجب کہ میر فندرسکی اس آخرالذکر تحریک سے بھی متاثر ہوں اور نقطوی امنا سے ربط ضبط رکھتے ہوں ، یہ قیاس تحقیق طلب ہے -

صرف اتنے ہی نقطویوں اور دین نقطوی کی پیروی کے ملزموں کے نام ہم کو معلوم ہیں ، جو ایران سے بھاگ کر ہندوستان میں پناہ گزین ہوئے تھے ، لیکن اگر تاریخوں ، تذکروں ، اور گیارہویں اور بارہویں صدی ہجری کی دوسری تحریروں کا عمیق مطالعہ کیا جائے تو اور بھی نقطویوں کا حال معلوم ہو جانے کی توقع کی جا سکتی ہے -

اس مقالے کے ذریعے لوگوں کی توجہ ایک ایسی اہم تحریک کی طرف منعطف کرانا مقصود ہے جس کے بارے میں ہماری معلومات بہت کم ہیں لیکن جس کی اہمیت ہندوستان کے تاریخی و تہذیبی مطالعے میں کسی طرح نظر انداز نہیں کی جا سکتی -

حواشی

(۱) بدایونی اور مبلغ الرجال میں بلخوانی ہے لیکن صحیح پیخانی ہے -

(۲) جغرافیای ایران ۲: ۵۲ -

(۳) ایضاً ص ۸۰ ، ۲۸۳ - ظہیرالدین مرعشی کی تاریخ گیلان و دیلمان میں اور عبدالفتاح مومنی نے تاریخ گیلان میں کئی جگہ پیخان کا ذکر کیا ہے دیکھیے آخرالذکر کتاب، ص ۵۳ ، ۵۷ ، ۶۷ وغیرہ

(۴) "نقطویان یا پیخانیان " دکتر صادق کیا ،۱ ۳۷ -

(۵) سید فضل اللہ استرآبادی بانی فرقہ حروفیان : وہ آیات قرآنی کو نئے انداز سے تفسیر کرتا ، اس کی تفسیر کی بنیاد حروف کی اصالت پر ہوتی ، تیمور کے بیٹے میران شاہ کے حکم سے ۸۰۴ ھ میں قتل ہوا ، (فرہنگ معین ۶ : ۱۳۶۶)

(۶) نسخۂ بانکی پور پٹنہ ، ذیل حالات فضل اللہ

(۷) ج ۲ ص ۲۴۷ ، ۲۸۷ ، ج ۳ ص ۳۰۵ ، ۳۷۹

(۸) ج ۲ ص ۲۴۷

(۹) بانی خاندان تیموریان (۷۷۱ ھ - ۸۰۸ ھ)

(۱۰) عرفات العاشقین میں " شانزدہ رسالے " ہیں

(۱۱) نسخۂ اصل : لفظ فعال :

(۱۲) اس کے دو نسخے ملتے ہیں ، ایک انڈیا آفس لائبریری لندن میں ، دوسرا مسلم یونیورسٹی علی گڑھ مولانا آزاد لائبریری میں- خواجہ عبید اللہ کی پرورش حضرت باقی باللہ کے خلیفہ خواجہ حسام الدین کے یہاں ہوئی ، آخرالذکر کی بیوی شیخ مبارکؔ بیٹی اور ابوالفضل کی بہن تھی ، اس لیے خواجہ عبیداللہ نے ابوالفضل کے بارے میں مبلغ الرجال میں جو کچھ لکھا ہے وہ کافی اہمیت رکھتا ہے -

(۱۳) نسخہ آزاد لائبریری علی گڑھ ، ورق ۳۱ - ۳۲

(۱۴) ڈاکٹر کیا نے ۸۳۱ ھ لکھا ہے (نقطویان ص ۵)

(۱۵) دبستان المذاہب ص ۳۰۳ ، ارس ایک بڑا دریا ہے ، یہ ترکی کے کوہ ہزار سے نکلتا ہے ایران و قفقار کے درمیان بہتا ہوا بحر خزر میں گرتا ہے ، اس کی لمبائی ۸۰۰ کلو میٹر بتائی جاتی ہے (فرہنگ معین ج ۱ ص ۱۲۰) دبستان میں ہے کہ ایک " واحد " کے بقول حافظ بھی نقطوی تھے جیسا کہ اس شعر سے استدلال کیا جا سکتا ہے:

ای صبا گر بگذری بر ساحل رود ارس
بوسہ زن بر خاک آن وادی و مشکین کن نفس

(۱۶) ماثر الامرا ج ۲ ص ۲۸۵ ذیل حالات میر شریف آملی میں اس کو بطور خلاصہ بیان کیا گیا ہے : اس کے مرید کہتے ہیں کہ جب حضرت محمد کا جسد کامل تر ہوا تو اس سے محمود کی تخلیق ہوئی : نبعثک مقاماً محموداً سے اس کی شہادت ملتی ہے ، وہ خاک کو نقطہ اور مبداء اول جانتا ہے اور نفس ناطقہ کے تجرد کا قائل نہیں ہے ، وہ رجعت و تناسخ پر ایمان رکھتا ہے ، اس کے مذہب میں مجرد واحد اور متاہل امین ہوتا ہے ، محمود مہدی موعود ہونے کا دعویدار ہے -

(۱۷) قرآن کی آیت ۱۷ = ۷۹ یہ ہے : عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً - امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے - متن میں آیت میں رد و بدل کر لیا ہے -

(۱۸) قرآن سورہ ۴۲ آیت ۱۱ کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے -

(۱۹) بظاہر یہ قیاس درست نہیں ہے ، لیکن رود ارس کا اس عقیدت سے ذکر کرنا معنی خیز ضرور ہے -

(۲۰) اس کے حالات کے لیے دیکھیے راقم کا مقالہ معاصر پٹنہ شمارہ ۱۵ -

(۲۱) محمود دہدار شیرازی اور نقطوی شاعر امری کے مابین سخت اختلاف تھا چنانچہ امری نے محمود کی ہجو میں کئی نظمیں لکھیں ، چند ہجویہ ابیات ریاض الشعراء ورق ۳۳ ب پر نقل ہیں -

(۲۲) بحوالہ " نقطویان یا پسیخانیان " ص ۳۲ -

(۲۳) محمد باقر پسر محمد تقی لاہجی " تذکرۃ الائمہ " میں لکھتا ہے
محمود دہریہ ملاحدہ کی جماعت سے تعلق رکھتا ہے اور عناصر اربعہ کا قائل ہے - اس کی ایک کتاب میں ہر جگہ لاالہ الا المرکب المبین "اور چار نقطے لکھے ہوئے ملتے ہیں بحوالہ نقطویان یا پسیخانیان ص ۳۲ -

(۲۴) نقطویان یا پسیخانیان ایضاً -

(۲۵) پسیخان گیلان کا ایک قریہ ہے ، اس لیے مصنف نے اسے محمود گیلانی لکھا ہے -

(۲۶) اصل فارسی متن میں " جنم " ہی ہے ، یہ لفظ ہندوستانی اثرات کا نمائندہ ہے -

(۲۷) تقی اوحدی صاحب عرفات العاشقین کو امری سے اختلافات تھے ، اور دونوں میں کئی بار علمی مناظرے بھی ہوئے تھے ، دیکھیے عرفات نسخۂ خطی بانکی پور پٹنہ ورق ۱۲۵ - ۱۲۶ -

(۲۸) ریاض الشعراء تالیف والہ داغستانی نسخۂ خطی لکھنو ورق ۳۳ ب ، نسخۂ کتابخانۂ مولانا آزاد علی گڑھ ص ۲۷ - ۳۷

(۲۹) مؤلف ہفت اقلیم (نسخۂ لکھنؤ ورق ۳۳۰ ب) اور عبدالباقی نہاوندی صاحب مآثر رحیمی (ج ۳ ص ۱۴۹۷) اس بات میں صاحب عرفات سے متفق ہیں کہ امری اندھا کر دیا گیا تھا گو آخرالذکر میں اس پر نقطوی ہونے کا الزام دشمنوں کی افترا پردازی ہے۔

(۳۰) ذیل واقعات نہصد و ہشتاد و سہ۔

(۳۱) امیرخان موصلو ترکمان کے لیے دیکھیے عالم آرای عباسی ص ۱۲۵، ۱۳۹، ۱۹۹ وغیرہ

(۳۲) آقای ملا دور انداز قزوینی کا بیٹا، نورجہاں کا حقیقی ماموں، کاشان کا حاکم

(۳۳) خلاصۃ الاشعار خطی (انڈیا آفس لائبریری لندن نمبر ۶۶۸) ورق ۳۷۔

(۳۴) ۹۹۳ھ کے لکھے ہوئے نسخے میں (انڈیا آفس لائبریری نمبر ۶۶۷) "الحال" ہے۔

(۳۵) اس سے معلوم ہوا کہ خلاصۃ الاشعار بھی ہندوستان میں مرتب ہوا تھا۔ شمع انجمن ص ۱۲۴ - ۱۲۵ میں ہے کہ اگرچہ وہ علم نقطہ میں دائرۂ نقطویان کا مرکز تھا مگر آخر میں تائب ہو گیا تھا، حیاتی کاشی حیاتی گیلانی سے الگ ہے۔

(۳۶) عالم آرای عباسی ج ۱ ص ۴۷۳، ۴۷۴

(۳۷) عالم آرای میں دوسری جگہ وہ نقطویوں کا سرگروہ بتایا گیا ہے

(۳۸) یہ تہران یونیورسٹی کے انشا کے ایک مجموعے نمبر ۲۵۹۶ ص ۵۲ - ۱۵۳ میں ہے

(۳۹) خلاصۃ الاشعار نسخۂ مجلس شوریٰ ملی تہران

(۴۰) خلاصۃ الاشعار ذیل شعرای کاشان

(۴۱) ایضاً ذیل شعرای اصفہان

(۴۲) تفصیل کے لیے دیکھیے عالم آرائے عباسی، تاریخ جلالی یزدی، خلاصۃ الاشعار، عرفات العاشقین، مآثر رحیمی، میخانہ وغیرہ۔

(۴۳) اس پر ایک قطعہ نعیم رکنائے کاشی کا ہے

شہا توئی کہ در اسلام تیغ خونخوارت ... ہزار محمد چون یوسفی مسلمان کرد

فتادہ در دلم از یوسفی و سلطنتش ... دو بیت قطعہ مثالی کہ شرح نتوان کرد

جہانیان ہمہ رفتند پیش او بہ سجود ... ہمی کہ حکم تواش پادشاہ ایران کرد

نہ کرد سجدہ آدم بحکم حق شیطان ... ولی بحکم تو آدم سجود شیطان کرد

(۴۴) میخانہ نسخۂ علی گڑھ ورق ۳۹۰ کی رو سے وہ قزوین میں قتل ہو

(۴۵) اگرچہ ابوالفضل کے خط کا ذکر عالم آرای عباسی ج ۲ ص ۳۲۵، مآثر الامرا ج ۲ ص ۶۱۸ - ۶۱۹ میں ہے، لیکن سید احمد کے سیکڑوں معتقدین کے قتل کیے جانے کا ذکر معاصر تذکروں میں ملتا ہے مثلاً دیکھیے عرفات العاشقین ورق ۱۵۶، میخانہ (علی گڑھ

ورق ۲۹۰ ، مآثر رحیمی ج ۳ ص ۹۲۷ -

(۴۶) عالم آرای عباسی ج ۱ ص ۴۷۶ -

(۴۷) خط تو دستیاب نہیں ہے ، لیکن اکبر کا ایک فرمان (بنام سید احمد کاشی) تہران یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے ، اس سے واضح ہے کہ ابوالفضل ایرانی نقطویوں سے ربط ضبط رکھتا تھا ، خاص طور پر درویش خسرو کی اس نے بڑی تعریف کی ہے- فرمان کا ترجمہ آگے آتا ہے-

(۴۸) نقطویان کے ۱۰۰۲ ھ کے قتل کے واقعے سے بہت پہلے ۹۸۵ ھ میں وہ ہندوستان چلا آیا تھا - (دیکھیے بدایونی ج ۲ ص ۲۴۵)

(۴۹) ج ۲ ص ۳۲۶-

(۵۰) ج ۲ ص ۲۴۵ - ۲۴۸ -

(۵۱) ج ۲ ص ۲۸۵ - ۲۹۰

(۵۲) ج ۲ ص ۲۸۵ تا ۲۹۴ - مآثرالامرا میں دو تین باتوں کی مزید تصریح ہے :

۱- عالم آرائے عباسی کے واقعۂ قتل عام نقطویان (۱۰۰۲ ھ) کی وضاحت ہے ، کہ کس طرح شاہ عباس کی نحوست کے دفع کے لیے تین روز یوسفی ترکش دوز کو تخت پر بٹھایا اور پھر قتل کیا -

۲- درویش خسرو جو نقطویوں کا سرغنہ تھا نقطوی جرم میں قتل ہوا ، آخر میں ۱۰۰۲ ھ میں میرسید احمد کاشی اسی جرم میں قتل کیا گیا ، اس کے ساتھ ہزارہا نقطوی موت کے گھاٹ اتار دیے گئے -

۳-عالم آرائے عباسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قتل عام کے بعد میر سید شریف آملی وارد ہند ہوا ، لیکن یہ صحیح نہیں ، میر ۹۸۴ ھ یا ۹۸۵ ھ میں دربار اکبری سے وابستہ ہوا ہو گا -

۴- محمود پسیخانی کے عقاید کی تشریح - وہ ۸۰۰ ھ میں اپنے عقاید کی تبلیغ میں مصرف ہوا- کہتے ہیں کہ جب جسد کامل ہوا تو اس سے محمود کی تخلیق ہوئی ، یبعثک مقاماً محموداً سے یہی نتیجہ نکلتا ہے ، نقطے سے خاک مراد ہے ، وہی مبداء اول ہے ، اسی سے دوسرے عناصر کی تخلیق ہوئی ، افلاک کا بھی شمار عناصر میں ہے ، وہ نفس ناطقہ کے تجرد کی طرف متوجہ نہیں ، رجعت و تناسخ کا قائل ہے ، اس طریقے میں شادی شدہ " امین " اور غیر شادی شدہ " واحد " ہے ، ان کا سلام اللہ اللہ ہے ، محمود اپنے کو مہدی موعود کہتا ہے دین محمد منسوخ ہوگیا ، اب دین محمود ہے ،

(۵۳) دیکھیے فرمان کا متن جس کا ترجمہ ابھی نقل ہو رہا ہے -

(۵۴) یہ فرمان ، دفتر ابوالفضل ، دفتر اول ، نول کشور ۱۲۸۰ ، ص ۲۶ تا ۳۳ نقل ہے -

(۵۵) جانی بیگ فرمانروائے سند ھٹھہ دیکھیے فرمان ص

(۵۶) عالم آرائے عباسی ج ا ص

(۵۷) امنا - امین کی جمع ہے ، نقطوی فرقے کی ایک اصطلاح ہے جس کی رو سے امنا وہ لوگ ہیں جو شادی شدہ ہیں ، غیر شادی شدہ " واحد " کہلاتا ہے ، نقطویوں میں واحد کا درجہ بڑھا ہوا ہوتا ہے - " امنا " عام نقطوی جماعت کے معنی میں مستعمل ہے ،

(۵۸) بظن قوی یہ سال ۹۹۴ ھ ہے جو اکبر کی حکومت کا ۳۱ واں سال ہے اور آذر ماہ ستمبر ہے پس ستمبر ۱۵۸۵ء میں جو ۱۹ شعبان ۹۹۴ ھ کے مطابق ہے یہ فرمان جاری ہوا ہو گا -

(۵۹) میر شریف کے متعلق " عرفات عاشقین " میں بھی ہے:-

" در اوایل قلندرانہ و مجردانہ سیاحت می نمود - چوں بملازمت اکبر شاہ رسید بہ سلطنت و امارت قیام نمود - گویند از امنائے پسیخانی بودہ "-

البتہ " خلاصۃ الاشعار " میں میر کا تذکرہ شامل نہیں ہے -

(۶۰) " منتخب التواریخ " جلد ۳ - صفحہ ۲۰۴ - ۲۰۷ -یہاں اوراق بے ترتیب ہیں -

(۶۱) نسخۂ کتابخانۂ دیوان ہند نمبر ۶۶۸ اوراق ۵۳ - ۵۴

(۶۲) نسخۂ کتابخانۂ ملک (تہران) اور نسخۂ کتابخانۂ علی گڑھ (مسلم یونیورسٹی) " میخانہ " کے قلمی نسخوں کے زاید مطالب راقم حروف کی طرف سے " اورینٹل کالج میگزین " لاہور کے تین شماروں (نومبر ۵۶ ، فروری ۵۷ مئی ۵۷) میں شایع ہو چکے ہیں - تشبیہی کا حال آخری شمارے کے صفحات ۱۰۷ تا ۱۰۹ پر ملے گا - " عرفات عاشقین " (ورق ۱۶۵) کی اس عبارت میں اس کو " ملامتی " بتایا گیا ہے :

" ہمیشہ در گورستان بسر بردی و پیوستہ در زمرۂ ملامتیہ بر آمدی ، و سنگ طعنہ اطفال بر پشت و پہلوی سلوک خوردی "

(۶۳) " نظم گزیدہ " ورق ۲۲۵ - الف

(۶۴) " منتخب التواریخ " جلد ۳ ص ۳۷۸ - ۳۷۹

(۶۵) اس تاریخ کا ایک روٹو گراف مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ تاریخ میں موجود ہے -

(۶۶) " خلاصۃ الاشعار " کے ۹۹۳ ھ والے نسخے میں مولانا محمد کا حال نہیں ہے - البتہ اور تمام نسخوں میں موجود ہے ، مثلاً ملاحظہ ہو نسخۂ کتابخانۂ دیوان ہند نمبر ۶۶۷ ورق ۵۱۷ ب ببعد -

(۶۷) تقریباً ۱۰۱۰ ہجری

(۶۸) مؤلف " عرفات " نے احمد آباد گجرات میں مولانا سے ملاقات کی تھی " عرفات " سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں اس کے تعلقات نظیری سے یہاں تک ناخوشگوار ہو گئے تھے کہ وہ نظیری کے مرض موت میں بھی نہیں گیا البتہ جنازے میں شریک ہوا تھا - (فہرست بانکی پور جلد ۳ ص ۶۱) البتہ ناظم تبریزی نے (" نظم گزیدہ " ، ورق ۲۷۶) اس کے نقطوی ہونے کا ذکر نہیں کیا ہے -

(۶۹) مطبوعہ ص ۳۴۵

(۷۰) ورق ۱۵۳ - الف

(۷۱) یوسفی ترکش دوز وہی ہے جس کو شاہ عباس کی نحوست کی گھڑی دور کرنے کے لیے تین روز تخت نشین کرایا گیا اور پھر قتل کیا گیا ، عالم آرائے عباسی میں حکیم رکنائے کاشی کے یہ اشعار جو اسی موقع کی مناسبت سے لکھے گئے تھے ، درج ہیں :

شاہا توئی کہ در اسلام تیغ خونخوارت — ہزار ملحدی چون یوسفی مسلمان کرد
فتاد در دلم از یوسفی و سلطنتش — دو بیت قطعہ مثالی کہ شرح نتوان کرد
جہانیان ہمہ رفتند پیش او بہ سجود — دمی کہ حکم تو اش پادشاہ ایران کرد
نکرد سجدہ آدم بحکم حق شیطان — ولی بحکم تو آدم سجود شیطان کرد

عالم آرائے عباسی ج ۱ ص ۴۷۴ - ۴۷۵

(۷۲) " مجمع النفائس " اور " صحف ابراہیم " میں بھی میر کا ذکر ضمناً آگیا ہے اور دونوں جگہ اسے محمود ملحد کا پیرو (امنا) بتایا گیا ہے -

(۷۳) نسخۂ خطی ورق ۲۹۰ بعد

(۷۴) جلد ۳ صفحہ ۶۲۷ - ناظم تبریزی نے اس کو نقطوی تو نہیں بتایا ہے مگر طریق انصاف و حسن خلق میں اس کی کمی و کوتاہی کا ذکر کیا ہے (" نظم گزیدہ " ورق ۲۲۱ الف) " خلاصۃ الاشعار " میں باقر کاشی کا تذکرہ شامل نہیں - البتہ اس نام کا ایک اور شاعر شامل ہے - خان آرزو نے " مجمع النفائس ، (ورق ۵۷ - ۵۸) میں باقر کے ماخوذ ہونے کی داستان بڑی تفصیل سے بیان کی ہے جو عموماً " عرفات " کے بیان کے مشابہ ہے -

(۷۵) " عرفات عاشقین " ورق ۵۰۰ - الف

(۷۶) ورق ۲۲۵ - الف

(۷۷) تذکرۂ نصر آبادی ذیل ادائی

(۷۸) ج ۳ ذیل تقی پیرزاد

(۷۹) ترجمۂ انگلیسی ج ۳ ص ۲۸۷ - ۲۸۷

(۸۰) ان کے حالات کے لیے دیکھیے لغت نامہ دہخدا - ابوسعد - اثبات ، ص ۶۴۷ ، فرہنگ معین ج ۶ ص ۱۳۸۰

(۸۱) مقدمۂ جوگ بششٹ ، بقلم پروفیسر امیر حسن عابدی

(۸۲) جوگ بششٹ سنسکرت زبان میں ایک فلسفیانہ تصنیف ہے جس میں حصول معرفت کی تلقین ملتی ہے ۔ (دیکھیے مقدمہ ایضاً)- اس کو نظام الدین پانی پتی نے سلطان سلیم (جہانگیر) کے لیے اکبر بادشاہ کے عہد میں ۱۰۰۶ ھ میں فارسی کا جامہ پہنایا تھا -اس کے نسخے ملتے ہیں ، ایک نسخہ کتاب خانہ مشکوہ دانشگاہ تہران زیر شمارہ ۲۴۶ موجود ہے - پانی پتی کے ترجمے کے بعد داراشکوہ کے زیرنظر ۱۰۶۶ ھ میں جوگ کا ترجمہ دوبارہ فارسی میں ہوا پروفیسر سید امیر حسن عابدی اور ڈاکٹر تاراچند کی مشارکت میں اس کی نئی ترتیب دی گئی ، یہ ترجمہ مسلم یونیورسٹی کی طرف سے ۱۹۶۸ء میں شائع ہو چکا ہے - اس کے مقدمے میں بہت سی مفید باتوں کے علاوہ جوگ بششٹ کا خلاصہ درج کر دیا گیا ہے -

(۸۳) میر فندرسکی نے پانی پتی کے ترجمے پر حاشیہ اور اس کی فرہنگ بعنوان "کشف اللغات کلیات جوگ " تیار کی تھی - (دیکھیے کتابخانۂ طوس مشہد ، نسخۂ خطی ۴۹۹ ، کتاب خانۂ دانشگاہ تہران نسخہ شمارہ ۲۴۶ / ۲۵۶ لیکن ڈاکٹر معین کی فرہنگ میں شرح مہا بارۃ معروف بہ شرح جوگ - لغت نامۂ دہخدا ابوسعد - اثبات ص ۶۴۷ میں اس کو خلاصۂ ترجمۂ پانی پتی لکھا ہے اس منتخب کا ایک نسخہ مجلس شورائے ملی کے کتاب خانے (فہرست ج ۲ مجموعہ ۶۴۰) کے مجموعے میں موجود ہے -

(۸۴) یہ اطلاع لغت نامۂ دہخدا سے لی گئی ہے -

(۸۵) فہرست موزۂ برطانیہ ، ریو ج ۳ ص ۸۱۵ - ۱۶ میں دبستان کے Tryers کے انگریزی ترجمے (ج ۱ ص ۱۴۰ ، ج ۳ ص ۲۰۵ - ۲۰۶) کا حوالہ ہے-

(۸۶) ایک بڑا زرتشتی عالم تھا جو شیراز یا اس کے قریب کا رہنے والا تھا - وہ اپنے مریدوں کے ساتھ ہندوستان چلا آیا اور ایک ایسے مذہب کا بانی ہوا جس کے اجزائے ترکیبی اسلام ، ہندو ، عیسائی ، زرتشتی مذہبوں سے ماخوذ تھے ، اس کو ذوالعلوم کا لقب دیا گیا تھا جام کیخسرو نام کی ایک منظوم کتاب اس کی طرف منسوب ہے ، اس کی وفات ۱۰۲۷ ھ میں پٹنے میں ہوئی تھی (فرہنگ معین ج ۵ ص ۱۴ - ۱۵) - لغتنامۂ دہخدا ۴ - ابوسعد ص ۸۶ میں آذر کیوان کو میر فندرسکی کا معاصر و معاشر قرار دیا ہے -

....